اُردو زبان کی تشکیل میں محاورے کی افادیت

صبا کنول/ڈاکٹر ظفر حسین ہرل

ABSTRACT:

Idiom plays a role of soul in a language. The beauty and charming hues of language depdend on idiom. Idiom enhances beauty of language which creates wisdom in diction. Idiom can be supposed as languistic and literary asset which derive us values, custom and norms of a society. Moreover, they make language valuable. They are ornament of a language and one can not deny the uses of idioms in promotion of a language.

تہذیب میں زبان کی بنیادی اہمیت اور حیثیت ہوتی ہے اور محاورہ اس میں روح کاکام سرانجام دیتا ہے۔ زبان کی تمام تر خوبصورتی، رعنائی، دلکشی اس کے فنی و فکری آہنگ کا دارومدار محاورے پر ہوتا ہے۔ کیونکہ محاورہ زبان کو ایک ایسی بنیاد فراہم کرتا ہے جس سے زبان تہذیب کو معنویت کو بہتر انداز میں اجاگر کرنے میں کامیاب ہوسکتی ہے۔ یوں محاورہ زبان کو فنی و فکری اعتبار سے اظہار کا ایک ایسا حسین اور قرینہ عطا کرتا ہے جس سے زبان میں فصاحت و بلاغت پیدا ہوتی ہے اور یہ معنی کو دلکشی و رعنائی عطا کر تا ہے۔ یوں زبان کا محاورے کے ساتھ بہت قریب کا تعلق ہوتا ہے۔

محاورہ انسانی تخئیل، خیالات و تصورات کا عکاس ہوتے ہیں۔ انسان کے اندر کے موسموں کی اس انداز میں عکاسی کرتے ہیں کہ انسان کا داخل اور باطن منکشف ہوجاتا ہے۔ انسانی احساسات و تصورات محاورے کے علاوہ کہیں اور بہت کم اظہار کی راہ پاتے دیکھائی دیتے ہیں یوں محاورہ زبان کے ارتقائی رویوں میں معاون ہوتے ہیں۔

محاورہ اپنی ذات میں جامعیت کا پیکر ہوتا ہے یہ بظاہر لفظوں کا مختصر مجموعہ ہوتاہے لیکن معنی کا ایک ایسا جہاں پیش کرتا ہے جو بہت وسیع ہوتا ہے۔ یوں محاورہ زبان کا لازمی جز ہوتا ہے۔ جو بیک وقت تہذیبی امنگوں، رویوں، دانش و حکمت کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ لفظ محاورہ عربی زبان سے ہے جس کا مادہ ’’ح‘‘، ’’و‘‘ اور ’’ر‘‘ ہے جس کا مطلب رواں دواں رہنا، گردش کرنا، اور گھومنا پھرنا، رہنا کے ہیں جبکہ اس کے لغوی معنی بول چال ’سوال و جواب‘ بات چیت اور مکالمہ کے ہیں۔ اصطلاحی حوالے سے محاورے کو دیکھا جائے تو اس سے مراد دو یا دو سے زیادہ الفاظ کا ایک ایسا مجموعہ ہے جو اہل زبان کی بول چال کے مطابق ہو اور اس میں ایک فعل بھی ہو اور وہ اپنے حقیقی اور لغوی معنی کی بجائے مجازی اور اصطلاحی معنوں میں استعمال ہو۔

محاورہ میں عموماً مصدر ’’نا‘‘ لگتی ہے لیکن جب محاورہ جملے میں استعمال کیا جاتا ہے تو فعل کی بجائے وہ صورت آتی ہے جو گرائمر کے لحاظ سے موزوں ہوتی ہے، جیسے ’’دِل ٹوٹ گیا‘‘، ’’دِل

ٹوٹ جاتے ہیں'' گویا محاورہ گرائمرکی پابندی کرتا ہے۔ تو یوں اہل زبان کے روزمرہ یا بول چال کا نام محاورہ ہے۔

محاورے کے لغوی اور اصطلاحی معنویت کے ضمن میں مختلف ماہرین زبان کے اپنے اپنے انداز میں تعریف کی ہے۔ رشید حسین خان محاورے کی تعریف اِن الفاظ میں کرتے ہیں:

''محاورہ الفاظ کا وہ مجموعہ جو اپنے حقیقی معنوں کو چھوڑ کر مجازی معنوں میں استعمال ہو اور اہل زبان کے روزمرہ کے مطابق ہو'' (۱(

منشی چرنچی لال محاورہ کے بارے میں یہ تعریف کرتے ہیں۔

''محاورہ کسی خاص گروہ کی بول چال، عادت مشق، مہارت کا نام ہے '' (۲(

اردو لغت (تاریخی اصول پر) میں محاورے کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

ا۔ رواج، عادت، مشق، مہارت

۲۔ (قواعد) وہ کلمہ یا کلام جسے معتبر لوگوں نے لغوی معنی کی مناسبت سے کسی خاص معنی کے لئے مخصوص کر لیا ہو۔ (حقیقی معنوں کی جگہ مجازی معنوں میں استعمال)۔

۳۔ کسی خاص گروہ کی بول چال یا ترکیب (۳ (

ماہرین زبان مندرجہ بالا آرا کی روشنی میں دیکھا جائے تو محاورے کے بارے میں یہ شرائط لازمی قرار پائی جاتی ہیں۔ پہلے یہ کہ محاورہ اہل زبان کے قواعد اور اصول و ضوابط کے عین مطابق ہو اور دوسرا یہ کہ دو یادو سے زیادہ الفاظ میں اس کی تشکیل ہو اور ساتھ ہی مصدر ''نا'' کی علامت اس میں امتیازی خوبی پیدا کرے۔ تیسرا یہ کہ مجازی معنوں میں استعمال ہو۔ اس سے لغوی معنی مراد نہ لئے جائیں بلکہ اہل زبان کی بول چال کے مطابق ہو، اگر دو یا دو سے زیادہ الفاظ کا مجموعہ ان شرائط پر پورا اترتا ہے تو اسے ہم محاورہ تسلیم کریں گے۔ اِن شرائط میں سے کوئی ایک صورت بھی کم ہو تو اسے ہم محاورہ تسلیم نہیں کریں گے عموماً اسم اور فعل سے مِل کر جو فقرہ بنتا ہے اور مجازی معنی دیتا ہے اسے محاورہ کہا جاتا ہے۔ مثلاً ''آنکھ لگنا''، ''دِل ڈوبنا ''، '' غم کھانا ''، ''خون جگر پینا' 'وغیرہ

محاوروں کے اصل مفہوم اور محل بر استعمال سے واقف ہونا بھی اہم ہے کیونکہ محاورے کے برمحل اور صحیح استعمال سے کلام میں حسن، چاشنی، گہرائی، ایجاز و اختصار کے ساتھ ساتھ معنوی خوبیاں بھی پیدا ہوتی ہیں اگر محاورے کا غلط استعمال کیا جائے تو کلام مضحکہ خیز بن جاتا ہے اور مطلب غلط ہوجاتا ہے۔ محاورے کے صحیح اور محل کے مطابق استعمال سے کلام او ر گفتگو کی پژمردگی ختم ہوجاتی ہے محاورہ سے محض کلام میں تازگی پیدا ہی نہیں ہوتی بلکہ ایجاز و اختصار اور جامعیت بھی پیدا ہوتا ہے اور خاص مفہوم بھی رہتا ہے کیونکہ محاورے کی تعمیر و تشکیل کا مقصد بھی یہی ہے یوں محاورہ کو زبان کا زیور مانا جاتا ہے جو زبان کو فکری اور فنی اعتبار سے ایک ایسا حسن عطا کرتا ہے جو اپنے قاری پر زبان کی دلکشی اور رعنائی واضح کرتی ہے یعنی محاورہ فصاحت و بلاغت کا علم بردار ہوتا ہے۔

محاورہ محض کلام میں تازہ کاری کی فضا ہی پیدا نہیں کرتا بلکہ مفاہیم کو جامعیت کے ساتھ کلام میں پیش کرتا ہے اور یوں مفاہیم کی کئی پرتیں اور کہیں الفاظ کے مختصر مجموعے میں سمٹ آتی ہیں اور اظہار و بیان کا اور کوئی وسیلہ محاورے کی ہم سری نہیں کرسکتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ محاورہ کسی قوم، تہذیب اور زبان میں ایک مخصوص دورانیئے میں پیداہوتا ہے چونکہ محاورہ اپنے تشکیلی اور ارتقائی عمل سے گزررہا ہوتا ہے تواس میں تبدیلی کا احساس نمایاں رہتا ہے یوں محاورہ زبان کا وہ پیرایہ اظہار ہے جس میں صدیوں کے سفر کے بعد جب تشکیلی صورت اختیار کرلیتا ہے تو اس میں کوئی معنوی یا لفظی تبدیلی ممکن نہیں ہوتی۔ محاورہ زبان کی وہ صورت ہے جس میں زمانے کے بدلتے تناظر سیاسی و سماجی تبدیلیاں اور سماجی و معاشی حالات کے بدلنے سے کسی قسم کی کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی ہے۔ یہ اپنی زبان کی قدامت اور معنویت کا ترجمان ہوتا ہے۔ اس قدامت پسندی ہی سب سے اہم دلیل ہے۔

اگر تہذیبی حوالے سے محاورے پر نظر ڈالی جائے تو محاورہ لوگوں کے انفرادی و اجتماعی رویوں، عقائد و نظریات سے جنم لیتا ہے یوں تہذیب اور محاورے کا بہت قریبی تعلق نظر آتا ہے چونکہ محاورہ زبان کا لازمی جزو ہوتا ہے اور یہ تہذیب کی معنویت کو بہتر انداز میں منعکس کرسکتا ہے یوں محاورہ اپنی ذات میں جامعیت کا پیکر ہوتا ہے۔

محمد حسن عسکری محاورہ کی تہذیبی خدوخال اِن الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

’’محاورہ میں اجتماعی زندگی کی تصویریں، سماج کے تصورات اور معتقدات، انسان، فطرت، اور کائنات کے متعلق سماج کا رویہ یہ سب باتیں جھلکتی ہیں۔ محاورے صرف خوبصورت فقرے نہیں یہ تو اجتماعی تجرے کے ٹکڑ ے ہیں جس میں سماج کی پوری شخصیت بستی ہے۔‘‘ (۴(

یوں محاورہ تہذیب و تمدن کا امین ہے اس میں انسانی زندگی کی ایک تصویر نظر آتی ہے عہد رفتہ کو حال و مستقبل سے ملانے اور جوڑنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ محاورے کی سماجی اہمیت سے بھی انکار ممکن نہیں۔ انسانی تہذیب کی ہر سطح پر محاورے کا وجود ملتا ہے۔

محاورہ اُس وقت تشکیل پاتا ہے جب الفاظ کثرت استعمال کے باعث بے رنگ اور پژمردہ ہوجاتے ہیں اور خاص مفہوم میں قید ہوجاتے ہیں تب افراد نئے لفظوں کی تشکیل سے ذخیرہ الفاظ کو بڑھاتے ہیں، پرانے لفظوں کو نئے لسانی پیکروں میں ڈھالتے ہیں جس سے نئے اسالیب وضع ہوتے ہیں اور پھر یہیں سے محاورے کی تعمیر و تشکیل ہوتی ہے۔ یوں محاورے کی تعمیر و تشکیل میں عام افراد حصہ لیتے ہیں کیونکہ محاوروں کی بنیاد قومی تہذیبی اور ثقافتی اقدار کے ساتھ ساتھ رسم و رواج پر ہوتی ہے۔ یوں محاورے کی تعمیر و تشکیل کا پہلا مقصد اظہار و بیان کی بے رنگی ختم کرکے اسے تازگی اور شگفتگی کے ذائقے سے روشناس کروانا ہے۔ یوں محاورہ کسی بھی زبان کا اہم ترین ادبی اور لسانی سرمایہ ہوتے ہیں جو ایک طرف تو زبان کو باثروت بناتے ہیں اور دوسری طرف معاشرے کی تہذیبی اور ثقافتی اقدار، رسوم، طرز احساس، طرز فکر اور دیگر باریکیوں کو ہم تک پہنچاتے ہیں، یوں محاورہ لسانی او رادبی اہمیت کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ سماجی اور فکری توجیہا ت کی تفہیم کا اشارہ بھی بن جاتا ہے انسانی تہذیب کی ہر سطح پر محاورے کا وجود ملتا ہے۔

اگر اسلوبی حوالے سے محاورے کی اہمیت کو دیکھاجائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ محاورہ کو موقع کی مناسبت سے استعمال کیا جائے اگرچہ محاورہ زبان میں نمکینی، شگفتگی، رنگارنگی اور چاشنی پیدا کرتے ہیں لیکن اس بات کو لازمی طور پر مدِنظر رکھنا ضروری ہے۔ کہ محاورہ کا ضرورت سے زیادہ استعمال زبان کی رنگینی و شگفتگی ختم کردیتا ہے اور فصاحت و بلاغت کو مجروح کرتا ہے۔ اس لیے محاورے کا استعمال کرتے وقت موقع محل کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ وہ تخلیق کار کامیاب ٹھہرایا جاتا ہے جو محاورے کا بہتر اور مناسب استعمال کرتا ہے۔زبان محاورے پر اپنی عظمت، ارتقاء اور ترقی کی بنیاد استوار کرتی ہے تو محاورے کے بغیر زبان کی رعنائی و خوبصورتی، اختصار کلام اور جامعیت ممکن نہیں۔ شاعری کے ساتھ ساتھ نثر میں بھی محاورہ کا استعمال اہمیت کا حامل ہے۔

رشید حسن خان محاور ے کو شاعری کے لئے بیکار اورنثر کے لئے کارآمد خیال کرتے ہیں۔ اِن کے مطابق

''محاورہ نثر کے کام کی چیز زیادہ ہے نظم کے کام کی چیز کم، کیونکہ نظم میں اصل چیز ہوتی ہے لفظ کا تخلیقی استعمال اور محاورہ ایک غیر تخلیقی چیز ہے۔'' (۵(

محاورہ نثرمیں ہو یا نظم میں یہ تخلیق میں حُسن پیدا کرتا ہے اور اس کو جِلا بخشتا ہے۔ ہمارے شعراء نے محاورے کے مسلسل استعمال سے شعر و ادب کو معنی کی نئی نئی لطافتوں سے آشنا کیا ہے اور محاورے کو استحکام بخشا ہے اور اسے توسیع دی ہے یوں شاعری کے ساتھ ساتھ نثر میں بھی محاورہ کا استعمال اہمیت کا حامل ہے۔

زبان میں محاورے کی اہمیت و افادیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ محاورے کی اہمیت کا انداز ہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ایک ایسی معنوی فضا مرتب کرتے ہیں جس کا ربط قدیم زمانے کے ساتھ بھی ہے اور آنے والے زمانے کے ساتھ بھی یہ زبان کی معنویت کو ایک وسعت سے ہمکنا ر کرتا ہے یوں لسانیات میں محاورے کی اہمیت مسلمہ ہے۔ الغرض محاورہ پُر تاثیر وسیلہ اظہار ہے اس کا موثر استعمال کلام میں خوبصورتی و رعنائی پیدا کرتا ہے۔ یہ تہذیب و تمدن کا امین ہے اس میں رنگارنگی پائی جاتی ہے۔اُردو ایک ملی جلی زبان ہے اسی لئے اس کے محاوروں میں بڑی وسعت اور ہمہ گیری پیدا ہوگئی ہے۔ شاید ہی محاوروں کا اتنا بڑا ذخیرہ کسی اور زبان میں ہو جتنا اردو میں ہے اس لئے اردو زبان محاورات کے اعتبار سے امیر ورثے کی مالک ہے۔

محاورہ کسی بھی معاشرے کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ معاشرے کے لوگ ہی محاورے کی تخلیق کا باعث بنتے ہیں اس لئے محاورے اور معاشرے کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا جس طرح زبان کو بنانے، سنوارنے میں تشبیہ و استعارہ اہم کردار اداکرتے ہیں اسی طرح زبان کی خوبصورتی بڑھانے کے لئے محاورے کا استعمال کیا جاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ محاوروں کا استعمال کیا جائے، نئے محاورے بنائے جائیں اور دوسری زبانوں کے محاوروں کا اپنایا جائے تاکہ زبان محدود ہوکر نہ رہ جائے کیونکہ محاوروں کو زندہ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا استعمال جاری رہے اس سے زبا ن و ادب میں رنگا رنگی، لذت اور تازگی پیدا ہوتی ہے اس

لئے محاوروں کے چراغ کو روشن رکھا جائے تاکہ اردو ادب کی دُنیا روشن رہے کیونکہ محاورے زبان کا زیور ہیں اس لیے زبان کی تشکیل میں محاورہ کی افادیت سے انکار ممکن نہیں۔

حوالہ جات:

)۱(رشید حسن خان، ’’اردو زبان میں محاورے کی اہمیت ‘‘ (مکالمہ) مشمولہ لسانی مذاکرات ۱۹۵۸ء تا۱۹۸۷ء ترتیب و تدوین : شیما مجید، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۰۲ء، ص ۹۹

)۲(چرنچی لال، منشی، مخزن المحاورات، مقبول اکیڈیمی، لکھنو، ۱۹۸۸ء، ص ۱۵۰

)۳(اردو لغت (تاریخی اصول پر) ’’جلد ہفت دہم‘ ‘ اُردو لغت بورڈ، کراچی، دسمبر ۲۰۰۰ء، ص ۵۱۸

)۴(محمد حسن عسکری، مجموعہ حسن عسکری، لاہور: سنگ میل پبلیکیشنر، ۲۰۰۰ء، ص ۲۸۸

)۵(رشید حسن خان، ’’اردو زبان میں محاورے کی اہمیت ‘‘ (مکالمہ)، مشمولہ لسانی مذاکرات، ص ۳۰۳

کتابیات:

۱۔ اردو لغت (تاریخی اصول پر) ’’جلد ہفت دہم‘ ‘ اُردو لغت بورڈ، کراچی، دسمبر ۲۰۰۰ء

۲۔ برج موہن دتاتر یہ کیفی، کیفیہ، لاہور، مکتبہ معین الادب، طبع دوم، مارچ ۱۹۵۰ء

۳۔ چرنچی لال، منشی، فخرالمحاورات، مقبول اکیڈیمی، ۱۹۸۸

۴۔ رشید حسن خان، ’’اردو زبان میں محاورے کی اہمیت ‘‘ (مکالمہ) مشمولہ لسانی مذاکرات ۱۹۵۸ء تا ۱۹۸۷ء ترتیب و تدوین : شیما مجید، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۲۰۰۲ء

۵۔ شمس الرحمن فاروقی، شعر شور انگیز، جلد اول، اشاعتِ اول مع ترمیم و اضافہ، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، سن اشاعت اول، ۱۹۹۰ء

۶۔ گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، ’’اردومحاوروں اور کہاوتوں کی سماجی توجیہ ‘‘، مشمولہ نذیر عابد، مرتبہ مالک رام،
مکتبہ جامعہ، دلی

۷۔ محمد حسن عسکری، مجموعہ حسن عسکری، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنر، ۲۰۰۰ء، ص ۲۸۸

۸۔ قدرت نقوی، سید، ’’محاورات کی حقیقت ‘‘، مشمولہ، لسانی مقالات، (حصہ اول)، مرتبہ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، جون ۱۹۸۸ء

/....../